صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 02 (April-June 2026)

نوجوانوں میں معاشی بے چینی اور ناامیدی کے رجحانات اوران کا حل: سیرتِ طیبہ کے معاشی ونفسیاتی اصولوں کی روشنی میں

Mitigating Economic Anxiety and Pessimistic Future Prospects Among Youth:A Strategic Framework in the Light of Seerah

Dr. Muhammad Yahya, Lecturer, Usmania Postgraduate College, Peshawar.
Dr. Imran Javed, Arabic Teacher, Government High School, Yousafabad, Peshawar.
Dr. Noor-ul-Haq, Arabic Teacher, Government Middle School, Bajaur.

Abstract:
Economic instability, rising inflation, and unemployment in the contemporary era have severely impacted the youth, leading to pervasive economic anxiety and pessimistic future prospects. This research paper critically examines the underlying causes of economic distress among young people, analyzing not only financial and structural challenges but also psychological, behavioral, and spiritual factors. These include time misallocation due to the excessive and non-productive use of social media, frivolous engagements, ostentatious consumerism, and a growing spiritual vacuum resulting from a detachment from worship and moral discipline. Adopting a descriptive, analytical, and deductive methodology grounded in primary Islamic sources (the Qur'an, Hadith, and classical Seerah literature) alongside contemporary socio-economic data, this paper presents a comprehensive, integrated framework derived from the life and teachings of Prophet Muhammad ﷺ. The study highlights key economic principles, including the dignity of labor, skill acquisition, entrepreneurship, self-reliance, debt avoidance, and institutional socio-economic support (as demonstrated through Muwakhat). Simultaneously, it offers psychological remedies by emphasizing optimism (Fa'l-e-Hasan), the balance between effort (Tadbeer) and reliance on God (Tawakkul), contentment (Qana'at), financial discipline through moderation (Iqtisad), and the spiritual dynamics of charity (Infaq). The paper concludes with actionable recommendations for integrating Seerah-based economic ethics into modern digital economies, educational curricula, career counseling centers, and community institutions (masjids). It asserts that an authentic synthesis of Prophetic economic and psychological principles provides a viable and sustainable alternative to secular economic paradigms, offering youth a pathway toward self-sufficiency, psychological resilience, and hope.

Keywords: *Youth Economic Anxiety, Seerah Nabawiyyah, Dignity of Labor, Entrepreneurship, Social Media Misuse, Psychological Resilience, Financial Discipline*

۱. مقدمہ (Introduction)

انسان تاریخ کے ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جہاں سائنسی پیش رفت، معاشی نظریات اور تکنیکی انقلاب نے مادی آسائشوں کی فراوانی تو کر دی ہے، مگر اس کے باوجود انسان اندرونی سکون، معاشی اطمینان اور فکری توازن سے محروم ہوتا جا رہا ہے۔ اس صورتِ حال سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والا طبقہ "نوجوان نسل" ہے۔ نوجوان کسی بھی معاشرے کا سب سے متحرک، حساس اور پیداواری سرمایہ (Human Capital) ہوتے ہیں، لیکن عصرِ حاضر میں عالمی و علاقائی معاشی عدمِ استحکام، افراطِ زر (Inflation) غیر یقینی روزگار، اور کچھ دیگر عوامل نے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد کو شدید معاشی بے چینی اور نفسیاتی دباؤ میں مبتلا کر دیا ہے۔

یہ معاشی بے چینی صرف مالی تنگ دستی تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے نوجوانوں کی فکر، ایمانی صلابت اور مستقبل کے حوالے سے اطمینان کو گہرے منفی اثرات سے دوچار کیا ہے۔ مستقبل کے بارے میں خوف اور ناامیدی نوجوانوں کے مسائل میں سے ایک بڑا چیلنج بن چکی ہے، جس کے نتیجے میں عدمِ تحفظ، معاشرتی انحطاط، اور بعض اوقات منفی یا تعطل پسندانہ رویے جنم لے رہے ہیں۔

اس بحران کا حل محض روایتی معاشی نظریات، سرمایہ دارانہ پالیسیوں یا عارضی مالیاتی پیکیجز سے ممکن نہیں۔ اسلام بحیثیتِ ایک مکمل ضابطہ حیات انسان کے نہ صرف روحانی بلکہ مادّی، معاشی اور نفسیاتی امراض کا بھی علاج بتاتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم کی سیرت طیبہ آپ کے ہزاروں معجزات میں سے ایک ایسا زندہ جاوید معجزہ ہے کہ اس میں تمام ادوار کے انسانی مسائل کا زندہ اور عملی حل موجود ہے۔ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے وہ ایک ایسا دور تھا جہاں عرب کا معاشرہ شدید ترین معاشی تفریق، غربت اور سماجی بے چینی کا شکار تھا۔ رسولِ اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے مدنی و مکی زندگی میں نہ صرف اصلاحات کا ایک جامع فریم ورک پیش فرمایا، بلکہ ناامیدی کا شکار انسانوں کی ایسی نفسیاتی اور فکری تربیّت فرمائی کہ ایک مفلوک الحال اور بکھرا ہوا معاشرہ دنیا کا سب سے معاشی طور پر خود کفیل اور بااعتماد معاشرہ بن کر ابھرا۔ سیرتِ طیبہ نے جہاں ایک طرف محنت، ہنرمندی، شراکت داری (Partnership) اور خود انحصاری کے معاشی اصول دیے، وہاں دوسری طرف قناعت، اعتدال، توکل، مثبت سوچ (Optimism) اور ناامیدی کے خاتمے کے نفسیاتی و روحانی اصول بھی وضع فرمائے۔

زیرِ نظر مقالے میں اسی بنیادی نقطے کو کھولنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کو درپیش معاشی بے چینی اور ناامیدی کے اسباب کیا ہیں، اور سیرتِ طیبہ کے عطا کردہ معاشی و نفسیاتی اصولوں کو مشعلِ راہ بنا کر ان چیلنجز کا ایک دیرپا، علمی اور عملی حل کس طرح دریافت کیا جا سکتا ہے۔

۲. سابقہ کام کا جائزہ (Literature Review)

سیرتِ طیبہ کے معاشی، معاشرتی اور نفسیاتی پہلوؤں پر قدیم و جدید ادوار میں گراں قدر کام کیا گیا ہے۔ معاصر اسلامی مفکرین اور محققین نے عصرِ حاضر کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے سیرتِ نبوی صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کے مختلف گوشوں پر گہرے تحقیقی مقالات اور کتب تحریر کی ہیں۔ موجودہ موضوع (نوجوانوں کی معاشی بے چینی اور ناامیدی) کی تفہیم کے لیے ذیل میں سابقہ لٹریچر کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

- **مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی** نے اپنی معروف تصنیف "اسلام کا اقتصادی نظام" میں اسلام اور سیرتِ نبوی کے بنیادی معاشی اصولوں، تقسیمِ دولت، اور کسبِ حلال کی اہمیت پر تفصیلی بحث کی ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ اسلام معاشی جدوجہد کو عبادت کا درجہ دیتا ہے۔
- **مفتی محمد تقی عثمانی** نے اپنی کتاب "اسلام اور جدید معاشی مسائل" اور مختلف مقالات میں جدید دور کے معاشی چیلنجز، بے روزگاری، اور مالیاتی بحرانوں کو سیرت اور فقہِ اسلامی کی روشنی میں حل کرنے کے عملی فریم ورکس پیش کیے ہیں۔
- **پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری** نے "نبی کریم صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کی معاشی زندگی" میں سیرت کی روشنی میں خود رسول اللہ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کی معاشی زندگی کے زریں اصول بیان کیے ہیں۔
- **ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ** اور دیگر جدید سیرت نگاروں نے سیرتِ طیبہ کے نفسیاتی اور اخلاقی زاویوں پر روشنی ڈال کر یہ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کی تعلیمات کا بنیادی مقصد انسان کو یاسیت (Pessimism) سے نکال کر امید اور مثبت فکر (Optimism) کی طرف لانا ہے۔
- معاصر مجلات (Research Journals) میں شائع ہونے والے مقالات جیسے *"سیرتِ طیبہ اور تناؤ کا انتظام (Stress Management)"* میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ توکل اور رضائے الٰہی کے نبوی تصورات کس طرح انسان کو مستقبل کے اضطراب (Future Anxiety) سے نجات دلاتے ہیں۔

اگرچہ لٹریچر میں سیرتِ نبوی ﷺ کے **معاشی اصولوں** پر الگ سے اور **نفسیاتی / تربیتی پہلوؤں** پر الگ سے کافی مواد موجود ہے، لیکن:

1. **ان دونوں کا باہمی ربط (Synthesis):** معاشی مسائل اور نفسیاتی ناامیدی کو ایک ساتھ ملا کر خصوصاً **"آج کے نوجوان"** کی نفسیات اور درپیش معاشی حالات کے تناظر میں دیکھنے کا کام نسبتاً کم ہوا ہے۔

2. **عملی تطبیق (Practical Application):** روایتی لٹریچر میں زیادہ تر نظریاتی بحثیں کی گئی ہیں، جبکہ موجودہ دور کی تکنیکی دنیا (Digital Age) میں پیدا ہونے والے معاشی خوف اور ناامیدی کے لیے سیرتِ طیبہ سے ایک مربوط عملی ماڈل (Integrated Practical Model) کی تشکیل کی اشد ضرورت ہے۔

لہٰذا، یہ مقالہ سابقہ لٹریچر کے اس خلا (Gap) کو پُر کرتے ہوئے سیرتِ طیبہ کے **معاشی اور نفسیاتی اصولوں کے امتزاج** سے نوجوانوں کی معاشی بے چینی کا ایک ہمہ گیر اور جدید حل پیش کرتا ہے۔

۳. تحقیق کا منہج (Research Methodology)

اس مقالے میں معاشی بے چینی اور نفسیاتی ناامیدی کے بنیادی اسباب اور ان کے منفی اثرات کے تنقیدی جائزے کے لیے **توصیفی و تحلیلی منہج** (Descriptive & Analytical Method) اختیار کیا گیا ہے، جبکہ قرآن مجید، صحاحِ ستہ اور کتبِ سیرت جیسے بنیادی مآخذ سے سیرتِ طیبہ کے معاشی ونفسیاتی اصولوں اور نبوی اسوہ (مثلاً کسبِ حلال، مواخاتِ مدینہ، اعتدال و اقتصاد کا درس اور توکل و امید کی تربیت) سے رہنمائی اخذ کرنے کے لیے **استنباطی و استخراجی منہج** (Deductive Method) کا سہارا لیا گیا ہے؛ نیز ان اصولوں کو جدید ۲۱ ویں صدی کے تکنیکی اور معاشی تناظر میں نافذ العمل بنانے کے لیے **تطبیقی منہج** (Applied Method) اپنایا گیا ہے۔

عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کے معاشی چیلنجز کے اسباب: عصرِ حاضر میں نوجوان نسل کو درپیش معاشی بے چینی اور مضطربانہ کیفیت کسی ایک واحد سبب کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ عالمگیر معاشی تبدیلیوں، مقامی بد انتظامی اور فکری و اخلاقی انحرافات کا مجموعہ ہے۔ ذیل میں اس کے چند اسباب پر روشنی ڈالی جاتی ہے:

۱.۱: وقت کا ضیاع اور لایعنی مشاغل

کسی بھی قوم اور معاشرے کا سب سے قیمتی اور معاشی طور پر اہم سرمایہ (Productive Capital) اس کی نوجوان نسل کی توانائی اور وقت ہوتا ہے۔ اسلام نے وقت کی قدر و قیمت اور اس کے صحیح استعمال پر حد درجہ زور دیا ہے۔ قرآنِ مجید میں جگہ جگہ زمانے کی قسم کھا کر وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت کی طرف متوجہ کیا ہے [1] اسی طرح رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتوں کے بارے میں اکثر و بیشتر لوگ خسارے کا شکار ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت (یعنی وقت) [2] عصرِ حاضر میں نوجوانوں کی معاشی تنگی اور ناکامی کا ایک بنیادی سبب وقت کا بے دریغ ضیاع اور لایعنی سرگرمیوں میں شمولیت ہے۔ ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا کے شارٹ ویڈیوز، آن لائن گیمز اور فتنہ انگیز مواد پر روزانہ گھنٹوں ضائع کیے جاتے

---

[1] القرآن، سورۃ العصر 1:103

[2] محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری، (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء) کتاب الرقاق، حدیث: 6412

ہیں۔ عالمی و مقامی تحقیقی رپورٹس کے مطابق پاکستان سمیت دنیا بھر میں نوجوانوں کا یومیہ اوسط وقت جو انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر گزرتا ہے، وہ عالمی سطح پر تقریباً ۲۵۰ منٹ (۴ گھنٹے سے زائد) تک جا پہنچا ہے[3]۔ مزید برآں، پاکستانی نوجوانوں پر کی جانے والی تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۷۰ فیصد سے زائد طلبہ و نوجوان اپنے فارغ اور تعلیمی وقت کا ایک بڑا حصہ (روزانہ ۲ سے ۴ گھنٹے) صرف سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس (SNS) پر غیر پیداواری سرگرمیوں، مثلاً شارٹ ویڈیوز دیکھنے اور دوستوں سے غیر ضروری رابطوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔[4]

یہ وہ قیمتی وقت ہے جو نوجوان کسی فنی مہارت (Skill Development)، تجارتی بصیرت، تعلیم یا معاشی جدوجہد میں صرف کر سکتے تھے۔ رسول اللہ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کا مبارک ارشاد ہے" : آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ وہ بے مقصد و فضول کاموں کو ترک کر دے[5]۔ بے مقصد سکرولنگ اور فضول تفریحات میں وقت گزارنے سے نوجوانوں کی تخلیقی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں، جس کا براہِ راست ان کی معاشی پیداواری صلاحیت پر پڑتا ہے۔

۱.۲: عالمی اور قومی سطح کے اسباب

عالمی اور قومی سطح پر افراطِ زر (Inflation) کی بلند شرح اور کرنسی کی قدر میں مسلسل کمی نے عام فرد کی قوتِ خرید کو شدید متاثر کیا ہے۔ پیداواری شعبوں میں عدمِ استحکام کی بنا پر ملازمت و روزگار کے مواقع کم ہو چکے ہیں، جس کے نتیجے میں اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے والے نوجوان بھی اپنی صلاحیتوں کے مطابق معقول آمدن حاصل کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں۔ اسی طرح جدید سرمایہ دارانہ نظام نے مادہ پرستی کو اس حد تک فروغ دیا ہے کہ انسان کی کامیابی کا معیار اس کی اخلاقی یا علمی قابلیت کے بجائے اس کا مادی معیارِ زندگی بن چکا ہے۔ اس فکر نے نوجوانوں میں غیر حقیقت پسندانہ مادی توقعات پیدا کر دی ہیں، جس سے آمدن اور خواہشات کے درمیان خلیج روز بروز وسیع ہو رہی ہے۔

۱.۳: نمود و نمائش اور مادی تقابل (Show-off & Comparison Culture)

نمود و نمائش اور مصنوعی چمک دمک کی خواہش نے موجودہ دور کے نوجوان کو معاشی مشکلات اور نفسیاتی مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔ معاشرے میں اپنی مصنوعی حیثیت اور امیج قائم کرنے کے لیے مہنگے سمارٹ فونز، برانڈڈ ملبوسات اور پر تعیش تقاریب پر بے جا اخراجات کیے جاتے ہیں۔ یہ رویہ نوجوانوں کو ان کی اصل معاشی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے پر مجبور کرتا ہے، جس سے وہ معاشی عدمِ توازن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے

---

[3] Centre for Business and Society (CBS), Excessive Internet Usage by Youth: Policy Analysis (Lahore: LUMS, 2021), 3–5.

[4] Syed Hassan Raza et al., "Influence of Social Networking Sites on Interaction Patterns of Youth: A Pakistan Case," A Research Journal of South Asian Studies 30, no. 2 (2015): 130–132.

[5] محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، کتاب الزہد، حدیث:2317

پلیٹ فارمز پر جو لوگ اپنی زندگیوں کے چمکدار اور پر تعیش پہلوؤں کی نمائش کرتے ہیں نوجوان اپنے حالاتِ زندگی کا ان سے موازنہ کرتے ہیں تو ان کے اندر احساسِ کمتری، حسد اور جذبہ محرومی جنم لیتا ہے۔ یہ تقابل انہیں اپنے حلال اور جائز معاشی وسائل سے بدظن کر کے جلد سے جلد اور شارٹ کٹ کے ذریعے مالدار بننے کے غلط راستوں کی طرف دھکیلتا ہے۔

۱.۴: روحانی خلا (عبادت، ذکر و تلاوت سے دوری)

معاشی بے چینی کا ایک اور گہرا لیکن اکثر نظر انداز کیا جانے والا سبب روحانی اور ایمانی زوال ہے۔ انسان صرف مادی جسم کا نام نہیں بلکہ روح اور جسم کا مجموعہ ہے۔ جب نوجوان نسل کی زندگی سے نماز کی پابندی، ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام نکل جاتا ہے، تو ان کی روح شدید اندرونی خلا اور بے چینی کا شکار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے" :أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[6]"سن لو! اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔اور دوسری جگہ ارشاد ہے: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَه مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔[7] (جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا تو بے شک اس کے واسطے تنگ گزر بسر ہے)

عبادات اور دینی تعلیمات سے دوری کا معاشی اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان کی کمائی اور وسائل سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ ظاہری طور پر وسائل موجود ہونے کے باوجود انسان نادیدہ خوف، عدمِ اطمینان اور معاشی بے چینی کا شکار رہتا ہے، کیونکہ برکت کا تعلق مال کی کثرت سے نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور حسنِ عمل سے ہے۔

۱.۵: موجودہ تعلیمی نظام کی خامیاں

نوجوانوں کے معاشی بحران میں موجودہ تعلیمی نظام کے ساخت (Structure) کا بھی بڑا ہاتھ ہے کیونکہ موجودہ روایتی تعلیمی نظام نوجوانوں کو محض نظریاتی علم اور تحریری اسناد (Degrees) فراہم کرتا ہے، لیکن وہ مارکیٹ اور جدید تکنیکی دنیا (Digital Economy) کی ضرورت کے مطابق عملی و فنی مہارتیں (Practical Skills) سکھانے میں ناکام ہے۔ اسی طرح ہمارا نظامِ تعلیم نوجوان کو صرف "ملازمت کا جویا (Job Seeker" بناتا ہے، "موقع پیدا کرنے والا" یا تاجر (Job Creator/Entrepreneur) نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب روایتی نوکری نہیں ملتی تو نوجوان اپنے آپ کو معاشی طور پر بالکل بے بس اور ناامید محسوس کرنے لگتا ہے۔

---

[6] القرآن، سورۃ الرعد:28:13

[7] القرآن، سورہ طہ:124:20

معاشی خود کفالت کے لیے سیرتِ طیبہ کے چند کلیدی اصول

عصرِ حاضر کے معاشی چیلنجز اور نوجوانوں میں پھیلی بے چینی کا حقیقی حل محض نظریاتی بحثوں میں نہیں بلکہ سیرتِ طیبہ کے ان عملی اور ہمہ گیر اصولوں کو اپنانے میں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے عملاً واضح فرمائے۔

۲.۱: کسبِ حلال اور محنت کی عظمت (Dignity of Labor) کا نبوی تصور

اسلام میں رزقِ حلال کی طلب کو نفل عبادات کے بعد ایک بنیادی فریضہ شمار کیا گیا ہے[8]۔ رسول اللہ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے نوجوانوں کو سستی اور بے کاری سے نکل کر ہاتھوں سے کمانے اور محنت کرنے کی عظمت کا درس دیا۔ آپ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص نے اس سے اچھا کھانا کبھی نہیں کھایا جو اس نے اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمایا ہو، اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے[9]۔

سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود جوانی کی عمر میں پہلے بکریاں چرائیں[10] اور بعد ازاں حضرت خدیجہ رَضِی اللہُ عَنہا کے مال سے تجارتی سفر فرمائے۔[11] آپ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے عملی طور پر تعلیم دی کہ کوئی بھی جائز اور حلال پیشہ چھوٹا یا معیارِ عزت کے خلاف نہیں ہوتا۔ اس نبوی تعلیم نے عرب کے اس معاشرتی تکبر کو توڑ دیا جو دستی کام یا محنت مزدوری کو معیوب سمجھتا تھا۔

۲.۲: ہنر مندی، خود انحصاری اور کاروباری سوچ (Entrepreneurship)

رسول اللہ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے صحابہ رَضِی اللہُ عَنہُم کو محض ملازمت کا جویا بننے کے بجائے ہنر مند اور معاشی طور پر خود انحصار (Self-reliant) بننے کی ترغیب دی۔ ایک انصاری صحابی جب شدید معاشی تنگی کی حالت میں آپ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم کے پاس کچھ مانگنے لیے آئے تو آپ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے اُنہیں صدقہ دینے کی بجائے ان کے گھر کا ایک کمبل اور پیالہ دو درہم میں فروخت کروایا۔ ان دو درہم میں سے ایک درہم کا کھانا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر دی اور فرمایا کہ لکڑیاں کاٹ کر جنگل سے لاؤ اور بازار میں بیچو۔ چند دنوں بعد جب وہ صحابی معاشی طور پر مستحکم ہو کر لوٹے تو آپ صَلّی اللہ عَلَیہِ وَسَلّم نے فرمایا: یہ آپ کے لیے اس سے اچھا ہے کہ قیامت کے روز اس حال میں آؤ کہ چہرے پر مانگنے کا داغ ہو[12]

[8] ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی، الجامع لشعب الإیمان (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، جلد 11، صفحہ 175، حدیث نمبر 8367۔

[9] البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، حدیث ۲۰۶۲

[10] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الإجارة، باب رعی الغنم علی قراریط، رقم الحدیث: 2262۔

[11] عبد الملک بن هشام، السیرة النبویة لابن هشام، تحقیق مصطفی السقاو ابراهیم الإبیاري وعبد الحفیظ شلبي (القاهرة: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي، 1955)، 1:187-189.

[12] سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن ابی داؤد (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۹ء)، کتاب الزکاة، باب ما تجوز فیه المسألة، حدیث ۱۶۴۱

یہ واقعہ دراصل جدید دور کے نوجوان کو ایک بہترین کاروباری ماڈل (Entrepreneurship Model) دیتا ہے جس میں اثاثہ جات کی سرمایہ کاری اور عملی ہنر پر زور دیا گیا ہے۔

۲.۳: خودداری

نوجوان نسل کی معاشی بے چینی کا ایک بڑا سبب "پکے پکائے رزق" کی امید یا دوسروں پر انحصار کرنا ہے۔ سیرتِ طیبہ نے انسان کو خودداری، غیرت اور عزتِ نفس کا درس دیا ہے۔ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم کا فرمان ہے: جو ہاتھ اوپر ہو یعنی دینے والا وہ اس ہاتھ سے بہتر ہے جو نیچے ہو، یعنی لینے والے سے۔[13]

اسی طرح آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے فرمایا: اگر تم میں سے ایک بندہ اپنی رسی لے کر لکڑیوں کی گٹھڑی اپنی پشت پر اٹھا کر لائے اور اسے بیچ دے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کی عزت وآبرو بچالے، تو یہ اس کے لیے لوگوں سے مانگنے سے کہیں بہتر ہے، خواہ لوگ اسے دیں یا نہ دیں۔[14]

یہ اصول نوجوانوں میں خودداری پیدا کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے امدادی پیکیجز کے منتظر نہ رہیں بلکہ خود آگے بڑھ کر کام کریں، اور کسی بھی جائز کام کو کرنے سے نہ شرمائیں چاہے اس میں بدن یا لباس میلا ہو جائے، لیکن عزت و وقار پر میل نہ آئے۔

۲.۴: قرض کے رجحان سے اجتناب اور معاشی آزادی

موجودہ دور میں غیر ضروری قرضوں کے رجحان نے نوجوانوں کو معاشی طور پر مفلوج کر رکھا ہے۔ سیرتِ طیبہ میں قرض سے بچاؤ کا واضح پیغام ملتا ہے۔ رسول اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نماز میں اکثر قرض سے پناہ مانگتے تھے۔ جب آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم سے دریافت کیا گیا کہ آپ قرض سے اتنی کثرت سے پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ تو آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے فرمایا کہ انسان پر جب قرض چڑھتا ہے تو وہ بات کرتے ہوئے دروغ گوئی سے کام لیتا ہے، اور وعدہ کر کے وعدہ خلافی کرتا ہے۔[15]

ایک مرتبہ رسول اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم کے پاس جنازہ لایا گیا، آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے دریافت کیا: "کیا اس پر کوئی قرض ہے؟" لوگوں نے کہا: "جی ہاں" آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم پیچھے ہٹ گئے اور (جنازہ پڑھانے سے انکار کرتے ہوئے) فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ خود پڑھ لو۔[16]

---

[13] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب لا صدقۃ إلا عن ظھر غنی، حدیث ۱۴۲۹

[14] البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، حدیث ۲۰۷۵

[15] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام، حدیث ۸۳۲

[16] البخاري، صحیح البخاري، کتاب الکفالۃ، باب مَن تَکَفَّلَ عَن مَیِّتٍ دَیْنًا، رقم الحدیث 2295۔

قرض انسان کی معاشی آزادی کے ساتھ ساتھ اس کا ذہنی سکون بھی چھین لیتا ہے۔ سیرتِ طیبہ نوجوانوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ وہ اپنی آمدن کے اندر رہیں اور قرض کی دلدل میں پھنس کر مستقبل کی ناامیدی کا شکار نہ ہوں۔

۲.۵: معاشی بحران کے مواقع پر باہمی تعاون

جب مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد شدید معاشی بحران درپیش ہوا، تو رسول اللہ صَلّی اللہُ علَیہِ وَسَلّم نے ایک تاریخی معاشی ماڈل پیش فرمایا جو مواخاتِ مدینہ کہلاتا ہے۔ آپ صَلّی اللہُ علَیہِ وَسَلّم نے انصارِ مدینہ اور مہاجرین میں سے ایک ایک کو آپس میں بھائی قرار دیا۔ یوں ان میں نسبی رشتہ سے زیادہ مضبوط بھائی چارہ قائم ہوا۔ انصار نے اپنے باغات اور زمینیں اپنے مہاجر بھائیوں کے ساتھ مشترک کر کے ایثار کا مثالی نمونہ پیش کیا[17]۔ یہ دراصل Resource Sharing Model تھا جس کے نتیجے میں سرمایے کا تعطل ختم ہوا اور معاشی تحرک پیدا ہوا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں سے تھے، آپ صَلّی اللہُ علَیہِ وَسَلّم نے سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے ان کی مواخات قائم کی۔ جب سعد بن ربیع نے ان کے سامنے اپنا آدھا مال پیش کیا تو انہوں نے شکریہ کے ساتھ معذرت کی اور فرمایا: دلونی علی السوق (مجھے بازار کا راستہ بتادو)[18] چنانچہ انہوں نے محنت اور تجارتی بصیرت کی بنیاد پر چند ہی دنوں میں اپنا مستقل کاروبار قائم کر لیا اور تاریخ اسلام کے مالدار ترین افراد میں شمار ہوئے۔

سیرتِ طیبہ کے نفسیاتی واخلاقی اصول اور ناامیدی کا تدارک (نفسیاتی حل)

معاشی تدابیر کے ساتھ ساتھ انسان کی داخلی ونفسیاتی دنیا کی اصلاح انتہائی ضروری ہے۔ سیرتِ طیبہ نے جہاں معاشی ضوابط دیے، وہاں نوجوانوں کے ذہن وفکر کو ناامیدی اور یاسیت سے نکال کر امید، اطمینان اور عزیمت فراہم کرنے کا ایک مکمل نفسیاتی فریم ورک بھی عطا کیا۔

۳.۱: یاسیت کے مقابلے میں امید اور مثبت اندازِ فکر (Optimism) کی نبوی تربیت

اسلام میں مایوسی اور یاسیت کو ایمانی زوال کی علامت قرار دیا گیا ہے؛ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَن يَقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ (اور اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہوں کے سوا کون مایوس ہوتا ہے!)[19] اللہ تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا ایمان کا تقاضہ ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صَلّی اللہُ علَیہِ وَسَلّم نے سخت ترین اور بظاہر تاریک ترین حالات میں بھی پُرامید رہنے اور مثبت اندازِ فکر اپنانے کی تربیت دی۔

---

[17] محمد بن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار صادر، ۱۹۶۸ء)، ج۱، ص ۲۳۸-۲۴۰۔

[18] ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، البدایۃ والنھایۃ (بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۶ء)، ج۳، ص ۲۲۸-۲۳۰۔

[19] القرآن، سورۃ الحجر ۱۵:۵۶

سیرتِ طیبہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ نتیجہ کی پرواکیے بغیر عمل کو تسلسل سے جاری رکھا جائے۔ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر قیامت برپا ہو رہی ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو، تو اگر وہ اس پر قدرت رکھتا ہو کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے اسے لگا لے تو اسے ضرور لگانا چاہیے۔[20] یہ حدیث نوجوانوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ حالات چاہے جتنے بھی مایوس کن ہوں، انسان کا کام نتیجہ کی فکر کیے بغیر اپنا مثبت عمل جاری رکھنا ہے۔

نیز سیرتِ طیبہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آپ ﷺ بدفالی (منفی سوچ) کو ناپسند اور فالِ حسن (مثبت کلمات وامید) کو پسند فرماتے تھے۔[21] اس لیے نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاشی مشکلات کو عارضی سمجھ کر اللہ کی رحمت سے پر امید رہیں۔

۳.۲: توکل اور تدبیر کے توازن کا فریم ورک

نوجوانوں میں مستقبل کا خوف (Future Anxiety) اس وقت جنم لیتا ہے جب وہ یا تو تدبیر چھوڑ کر کاہل بن جاتے ہیں یا پھر صرف اپنی تدبیر پر تکیہ کر کے نتائج کا سارا بوجھ اپنے اعصاب پر سوار کر لیتے ہیں۔ سیرتِ طیبہ نے توکل اور تدبیر کے درمیان کامل توازن قائم کیا۔ ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم سے سوال کیا کہ میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا کھلا چھوڑ کر؟ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے جواب دیا: اعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ "(پہلے اسے باندھو، پھر توکل کرو)[22]

سیرت کا یہ نبوی فریم ورک نوجوانوں کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی پوری صلاحیت، ہنر اور منصوبہ بندی استعمال کریں، اور اس کے بعد نتائج و رزق کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں یہی توکل ہے۔ یہ طرزِ فکر انسان کو ذہنی تناؤ اور ناامیدی سے مکمل نجات دلاتا ہے۔

۳.۳: قناعت پسندی اور مادی تقابل سے گریز

سوشل میڈیا اور مادہ پرست ماحول نے نوجوانوں کو مادی مسابقت اور حرص کی بے چینی میں مبتلا کر دیا ہے۔ سیرتِ طیبہ نے اس کا علاج "قناعت" کا درس دے کر پیش کیا۔ نبی کریم صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے فرمایا: دنیاوی امور میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اس کو نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔[23]

---

[20] سلیمان بن داؤد الطیالسی، مسند الطیالسی (حیدر آباد دکن: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ۱۳۲۱ھ)، حدیث ۲۰۶۸

[21] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الفال، حدیث ۵۷۵۶

[22] محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، کتاب صفۃ القیامۃ، حدیث ۲۵۱۷

[23] مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم (ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء)، کتاب الزہد، حدیث ۲۹۶۳

قناعت کا مطلب سستی نہیں بلکہ جو حاصل ہے اس پر شکر اور مزید کے لیے جائز جدوجہد کرنا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حاصل نعمتوں پر نظر رکھے گا اس کا دل ہمیشہ خوش اور مطمئن رہے گا، اور جو غیر حاصل نعمتوں پر نظر رکھے گا تو چاہے وہ جتنا بھی مالدار ہو لیکن اس کا دِل ناشکری کی بنا پر ہمیشہ پریشان اور افسردہ رہے گا۔ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے فرمایا کہ حقیقی مال داری مال ودولت کی کثرت سے نہیں بلکہ دل کا غنیٰ (اطمینان) اصل مالداری ہے۔[24] جو شکر اور قناعت سے نصیب ہوتی ہے۔

۳.۴: اعتدال اور مالیاتی نظم وضبط

معاشی تنگی اور بے چینی کی ایک بڑی وجہ بے جا اخراجات اور مالی بدنظمی ہے۔ قرآنِ مجید میں اسراف کرنے والوں کو "شیطان کے بھائی" قرار دیا گیا ہے۔[25]

سیرتِ طیبہ میں اعتدال اور میانہ روی کو معاشی استحکام کی بنیاد شمار کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم کا ارشاد ہے کہ جس نے میانہ روی اور اعتدال کو اختیار کیا وہ کبھی فقیر ومحتاج نہیں ہوگا۔[26]

اس اصول کے پیش نظر اگر نوجوان اپنے بجٹ کو متوازن رکھیں، غیر ضروری نمائش اور عیاشی سے بچیں، برانڈڈ اشیاء کے حصول کی فکر میں نہ پڑھیں، تو وہ محدود آمدن کے باوجود معاشی طور پر مستحکم اور ذہنی طور پر پر سکون رہ سکتے ہیں۔

۳.۵: صدقہ وانفاق فی سبیل اللہ

بظاہر مادی معیشت یہ کہتی ہے کہ مال دینے سے کم ہوتا ہے، مگر نبوی معاشی نظام کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ انفاق (صدقہ) سے مال میں برکت، پاکیزگی اور بڑھوتری ہوتی ہے۔ آپ صَلّی اللہ علَیہِ وَسَلّم نے حلف اٹھا کر فرمایا کہ: مانقصت صدقۃ من مال۔ یعنی صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔[27]

معاشی تنگی کے وقت بھی اپنی استطاعت کے مطابق دوسروں کی مدد کرنا اور انفاق کرنا انسان کے اندر سے "مال کی محبت" ختم کرتا ہے، برکت کا ذریعہ بنتا ہے اور اس کے اندر معاشرتی ہمدردی اور نفسیاتی کشادگی پیدا کرتا ہے۔

---

[24] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی النفس، حدیث ۶۴۴۶

[25] القرآن، سورۃ الاسراء ۲۷:۱۷

[26] احمد بن حنبل، مسند احمد (قاہرہ: دار الحدیث، ۲۰۱۰ء)، حدیث ۴۲۶۹

[27] الترمذی، سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، حدیث ۲۰۲۹

عصرِ حاضر میں تطبیق اور عملی لائحہ عمل (Practical Application)

سیرتِ طیبہ کے معاشی و نفسیاتی اصول محض چودہ سو سال پرانی ہسٹری یا نظریاتی مباحث کا نام نہیں، بلکہ وہ اکیسویں صدی کے جدید، پیچیدہ اور ڈیجیٹل دور کے معاشی چیلنجوں کے حل کے لیے ایک زبردست اور قابلِ عمل فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ اس باب میں ان اصولوں کی تطبیق، تعلیمی اداروں اور دینی مراکز کے لیے عملی سفارشات پیش کی جا رہی ہیں۔

۴.۱: اکیسویں صدی کے معاشی اور تکنیکی تناظر (Digital Age) میں نبوی اصولوں کی تطبیق

آج کا دور ڈیجیٹل اکنامی (Digital Economy)، مصنوعی ذہانت (AI) اور گلوبلائزیشن کا دور ہے۔ ان جدید تقاضوں کے مطابق نبوی اصولوں کو درج ذیل طریقوں سے عملی زندگی میں نافذ کیا جا سکتا ہے:

1. **ڈیجیٹل مہارتیں اور فری لانسنگ (Digital Skills & Freelancing):** سیرتِ طیبہ میں ہنر مندی اور کسبِ حلال کی جو ترغیب دی گئی ہے، موجودہ دور میں اس کی بہترین تطبیق "آئی ٹی اور ڈیجیٹل اسکلز" (مثلاً سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ، ڈیٹا اینالیسز، ای کامرس، اور ڈیجیٹل مارکیٹنگ) سیکھنے میں ہے۔ نوجوان روایتی ملازمتوں پر انحصار کرنے کے بجائے بین الاقوامی سطح پر اپنی خدمات پیش کر کے معاشی خود کفالت حاصل کر سکتے ہیں۔
2. **ای کامرس (Ethical E-Commerce):** سیرتِ طیبہ میں معاشی حوالے سے بنیادی اصول "شفافیت، امانت داری، اور دھوکے دہی سے پاک تجارت" ہے۔ جدید آن لائن بزنس، ای کامرس، اور ڈراپ شپنگ میں انہی نبوی اصولوں کو نافذ کر کے صارفین کا اعتماد حاصل کیا جا سکتا ہے، جو طویل مدتی معاشی کامیابی کی ضمانت ہے۔
3. **مواخات کا جدید ماڈل (Venture Capital & Crowdfunding):** عصرِ حاضر میں مواخاتِ مدینہ کے فلسفے کو "اینجل انویسٹمنٹ (Angel Investment)" اور "وینچر کیپٹل (Venture Capital)" کی صورت میں نافذ کیا جا سکتا ہے، جہاں صاحبِ ثروت افراد اپنے سرمائے کو ہنر مند مگر بے وسعت نوجوانوں کے تجارتی افکار (Business Ideas) کے ساتھ مضاربت اور مشارکت کی بنیاد پر جوڑیں۔

۴.۲: تعلیمی، تدریسی اور تربیتی اداروں کے لیے سفارشات

تعلیمی نظام میں بنیادی تبدیلی لائے بغیر نوجوانوں کی معاشی اور نفسیاتی حالت کو بدلنا ممکن نہیں:

1. **نصاب میں سیرت کا معاشی مطالعہ:** سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں سیرتِ طیبہ کے محض عباداتی یا غزواتی پہلوؤں تک محدود رہنے کے بجائے "سیرت کا معاشی و انتظامی ماڈل" بطورِ مضمون شامل کیا جائے۔

2. **فنی تعلیم اور انکیوبیشن سینٹرز (Incubation Centers):** جامعات میں محض نظریاتی ڈگریاں بانٹنے کے بجائے ہر طالب علم کے لیے کم از کم ایک عملی و فنی مہارت (Technical/Vocational Skill) کو لازم قرار دیا جائے اور یونیورسٹیوں میں "سیرت انٹرپرینیورشپ سینٹرز" قائم کیے جائیں۔

3. **نفسیاتی مشاورت (Counseling Services):** تعلیمی اداروں میں کیریئر کونسلنگ (Career Counseling) کا نظام قائم کیا جائے جو نوجوانوں کو "مستقبل کے خوف" اور مادی تقابل کی بیماری سے نکال کر امید، توکل اور عملی منصوبہ بندی کا درس دے۔

۴.۳: مساجد، منبر و محراب اور سماجی اداروں کا کردار

مسجد اسلام کا صرف عباداتی مرکز نہیں بلکہ معاشرتی و معاشی سرگرمیوں کا بنیادی محور ہے:

1. **مساجد بطورِ مشاورتی مراکز:** مساجد کے منبر کو صرف روایتی خطبات کے لیے استعمال کرنے کے بجائے جمعہ کے خطبات میں "محنت کی عظمت، قرض سے اجتناب، اسراف کی ممانعت، اور کاروبار کی اہمیت" وغیرہ اہم موضوعات پر بیداری پیدا کی جائے۔

2. **باہمی تعاونی فنڈ کا قیام:** محلے اور علاقے کی سطح پر مساجد کے تحت چھوٹے پیمانے پر "انٹرسٹ فری کمیونٹی فنڈز" (قرضِ حسنہ اور زکوۃ کے ایسے انکیوبیشن فنڈز بنائے جائیں جو غریب نوجوانوں کو راشن کی بوری دینے کے بجائے انہیں کوئی چھوٹا ٹول، کلہاڑی / مشین یا ریڑھی خرید کر خود کفیل بنائے۔

3. **سوشل میڈیا کا مثبت اور پیداواری استعمال کرنے کی تربیت(Positive & Productive Use of Social Media):** عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا پر مکمل پابندی یا اس سے فرار ممکن نہیں اور نہ ہی یہ حکمتِ عملی کا تقاضا ہے۔ سیرتِ طیبہ سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ ہر دستیاب وسیلے اور ٹیکنالوجی کو خیر، معاشی بہتری اور اصلاح کے لیے استعمال کیا جائے۔ لہٰذا، نوجوانوں کو تمام تر علمی، تعلیمی اور سماجی فورمز پر سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کی طرف راغب کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے، تاکہ نوجوان سوشل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے کورسیرا وغیرہ سے جدید تکنیکی، فنی اور معاشی مہارتیں (مثلاً کوڈنگ، گرافک ڈیزائننگ، ڈیجیٹل مارکیٹنگ، بلاک چین، اور AI ٹولز) مفت یا کم لاگت میں سیکھ کر ہنر مند بنیں۔

نیز نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے ذریعے فری لانسنگ، آن لائن تدریس، ای کامرس اور حلال تجارتی خدمات کی تربیت دے کر باوقار اور حلال ذرائعِ آمدن پیدا کرنے کی ترغیب دی جائے، تاکہ وہ وقت ضائع کرنے کی بجائے واقعی معاشی خود کفالت حاصل کر سکیں۔

4. **سوشل میڈیا پر پرامید بیانیے کا فروغ:** دینی و سماجی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ سوشل میڈیا پر ناامیدی اور یاسیت کے مقابلے میں سیرتِ طیبہ کے روشنی میں "امید، جدوجہد اور خود انحصاری" کا پرامید اور مثبت بیانیہ (Positive Narrative) عام کریں۔

اختتامیہ

نتائجِ تحقیق (Key Findings)

1. عصرِ حاضر کے نوجوانوں میں معاشی بے چینی کی بنیادی وجہ صرف مالی وسائل کی کمی نہیں، بلکہ وقت کا ضیاع (سوشل میڈیا کا غیر ضروری استعمال)، لایعنی مشاغل، نمود و نمائش، مادی تقابل، اور روح کا خالق سے کٹ جانا ہے۔
2. سیرتِ طیبہ نے محض معاشی ریلیف نہیں دیا بلکہ محنت کی عظمت، ہنر مندی، خودداری، قرض سے اجتناب، اور مواخات کے ذریعے معاشی ساخت کی اصلاح کا مکمل ماڈل فراہم کیا۔
3. نوجوانوں کو سوشل میڈیا کے منفی اور غیر مفید استعمال سے روک کر ہر ممکن فورم پر اس کے مثبت استعمال —مثلاً مفید مہارتیں سیکھنے اور حلال آن لائن آمدن کے مواقع تلاش کرنے— کی طرف راغب کیا جائے۔
4. ناامیدی اور مستقبل کی تشویش (Future Anxiety) کا واحد علاج توکل، تدبیر، قناعت، اسراف سے بچاؤ اور مثبت اندازِ فکر (Optimism) کے ان نبوی اصولوں میں ہے جو انسان کو حالات کا غلام بننے کے بجائے عمل کا پابند بناتے ہیں۔

حاصلِ کلام (Conclusion)

نتیجے کے طور پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نوجوان نسل کو معاشی تنگی اور یاسیت کی دلدل سے نکالنے کے لیے مغربی سرمایہ دارانہ نظریات یا محض عارضی سرکاری پیکیجز کافی نہیں ہیں۔ حقیقی، دیرپا اور ہمہ گیر حل صرف اور صرف اسوۂ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ اگر ہمارے نوجوان سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اپنے وقت کی قدر شناسی کریں، ہنر کو اپنا شعار بنائیں، خودداری و قناعت اختیار کریں، اور اپنے رب کی ذات پر کامل توکل رکھتے ہوئے مسلسل جدوجہد کریں؛ تو نہ صرف ان کی معاشی بے چینی ختم ہو سکتی ہے بلکہ وہ ایک پرامید، خوددار اور فعال معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

مصادر و مآخذ (References & Bibliography)

- القرآن الکریم۔
- ابن سعد، محمد۔ *الطبقات الکبری*۔ بیروت: دار صادر، ۱۹۶۸ء۔
- ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل۔ *البدایۃ والنھایۃ*۔ ۱۱۴ اجزاء۔ بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۶ء۔
- ابن هشام، السيرة النبوية لابن هشام، تحقيق مصطفى السقا وإبراهيم الإبياري وعبد الحفيظ شلبي، القاهرة: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، 1955
- احمد بن حنبل۔ مسند احمد۔ قاہرہ: دار الحدیث، ۲۰۱۰ء۔
- البخاری، محمد بن اسماعیل۔ *صحیح البخاری*۔ ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء۔
- البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین الجامع لشعب الإيمان بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء
- الترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ *سنن الترمذی*۔ ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء۔
- السجستانی، سلیمان بن الأشعث۔ *سنن ابی داؤد*۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۹ء۔
- القشیری، مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ ریاض: دار السلام، ۱۹۹۹ء۔
- Centre for Business and Society (CBS). *Excessive Internet Usage by Youth: Policy Analysis*. Lahore: LUMS, 2021.
- Raza, Syed Hassan et al. "Influence of Social Networking Sites on Interaction Patterns of Youth: A Pakistan Case." *A Research Journal of South Asian Studies* 30, no. 2 (2015): 125–138.